موجودہ دور میں عیسائی یا یہودی عورت سے نکاح کرنے کا حکم ؟

دار الافتاء اھلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ مسلم یا غیر مسلم ممالک میں عیسائی عورتوں سے شادی کرنے کا کیا حکم ہے ؟

جواب

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

موجودہ دور میں کتابی یعنی عیسائی اور یہودی عورتیں تمام کی تمام حربیہ ہیں اور حربیہ کتابی عورت سے نکاح کرنا ناجائز وگناہ ہے اور یہ بھی اس صورت میں جبکہ وہ خدا اور مذہب کو ماننے والی ہوں، ورنہ اگر خدا ہی کی منکر یعنی دہریہ ہوں جیسا کہ موجودہ زمانے کی خصوصاً عیسائیوں کی ایک بڑی تعداد خدا اور مذہب کی منکر ہو چکی ہے اور خالص دہریہ ہے تو ایسی دہریہ عورت کے ساتھ نکاح بالکل ہی باطل و حرام ہے۔ **اس تفصیل کی روشنی میں موجودہ زمانے کی کتابی (یہودی، عیسائی) عورتوں کے ساتھ نکاح کی صورت یا تو باطل ہے یعنی نکاح بالکل ہی نہ ہوگا یا یہ نکاح کم از کم ناجائز وگناہ ہوگا۔ لہٰذا فی زمانہ کسی بھی کتابی عورت سے نکاح کرنا، جائز نہیں۔ دین اسلام میں جو کتابی عورت سے بغیر گناہ کے نکاح کی اجازت ہے وہ اس صورت میں ہے جبکہ وہ خدا اور مذہب کو ماننے والی ہو اور ذمیہ ہو یعنی اسلامی سلطنت میں جزیہ دے کر رہتی ہو اور اس تیسری صورت میں بھی یہ نکاح پسندیدہ نہیں، اگرچہ گناہ بھی نہیں۔**

فتح القدیر میں ہے: ”(ویجوز تزویج الکتابیات) والأولی أن لا یفعل ولا یأکل ذبیحتهم إلا للضرورة۔ وتکرہ الکتابیة الحربیة إجماعا لانفتاح باب الفتنة من إمکان التعلق المستدعي للمقام معها في دار الحرب، وتعریض الولد علی التخلق بأخلاق أهل الکفر“ کتابیہ عورتوں سے نکاح جائز ہے (لیکن) بہتر یہ ہے کہ بلا ضرورت ان سے نکاح نہ کرے اور نہ ان کا ذبیحہ کھائے۔ حربیہ کتابیہ (سے نکاح) بالاجماع مکروہ ہے کیونکہ اس سے فتنے کا دروازہ کھلنے کا اندیشہ ہے وہ یہ کہ بیوی سے تعلق مسلمان مرد کو اس کے ساتھ دار الحرب میں رہنے پر آمادہ کر سکتا ہے اور اس میں بچے کو کفار کی عادات کا عادی بنانے پر پیش کرنا ہے۔ (فتح القدیر، ج 03، ص 228، 229، دار الفکر بیروت)

بحر الرائق میں ہے : ”وفي المحيط يكره تزوج الكتابية الحربية؛لأن الإنسان لا يأمن أن يكون بينهما ولد فينشأ على طبائع أهل الحرب ويتخلق بأخلاقهم فلا يستطيع المسلم قلعه عن تلك العادة“حربیہ کتابیہ عورت سے نکاح مکروہ ہے کیونکہ انسان کو یہ اندیشہ رہے گا کہ اس سے بچہ پیدا ہو تو حربیوں والی نیچر کے مطابق پرورش پائے، ان کی عادات سیکھ لے اور اس کے بعد مسلمان اس بچے سے ان کی عادات چھڑوا نہ سکے۔ (بحر الرائق، ج 03، ص 111، دار الکتاب الاسلامی)

مذکورہ عبارت فتح کے تحت شامی میں ہے : ”فقوله: والأولى أن لا يفعل يفيد كراهة التنزيه في غير الحربية، وما بعده يفيد كراهة التحريم في الحربية“ یعنی : امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ کا قول کہ ”بہتر ہے نہ کرے“ یہ فائدہ دیتا ہے کہ کتابیہ غیر حربیہ سے نکاح مکروہ تنزیہی ہے جبکہ اس کا مابعد قول حربیہ کے بارے میں مکروہ تحریمی ہونے کا فائدہ دیتا ہے۔ (ردالمحتار، ج 03، ص 45، دار الفکر)

فتاوی رضویہ میں ہے : ”کتابیہ سے نکاح کا جواز، عدمِ ممانعت اور عدمِ گناہ صرف کتابیہ ذمیہ میں ہے جو مطیع الاسلام ہو کر دارالاسلام میں مسلمانوں کے زیرِ حکومت رہتی ہو، وہ بھی خالی از کراہت نہیں بلکہ بے ضرورت مکروہ ہے۔ مگر کتابیہ حربیہ سے نکاح مذکور جائز نہیں بلکہ عند التحقیق ممنوع وگناہ ہے علمائے کرام وجہ ممانعت اندیشہ فتنہ قرار دیتے ہیں کہ ممکن کہ اس سے ایسا تعلق قلب پیدا ہو جس کے باعث آدمی دار الحرب میں وطن کرلے نیز بچے پر اندیشہ ہے کہ کفار کی عادتیں سیکھے۔“ (فتاوی رضویہ ج 11، ص 400، رضا فاؤنڈیشن لاھور)

لہذا دوبارہ سمجھ لیں کہ اولاً تو فی زمانہ اہل کتاب کہلانے والوں کی بہت بڑی تعداد اپنے اصل مذہب پر باقی نہیں رہی، بلکہ دہریہ ہو چکی ہے، ایسی عورتیں نہ کتابیہ ہیں، اور نہ ہی ان سے نکاح جائز بلکہ باطل و بے اصل ہے یعنی ہو ہی نہیں سکتا۔

اور جو واقعی کتابیہ ہیں، ان سے بھی فی زمانہ نکاح مطلقا مکروہ تحریمی ناجائز وگناہ ہے خواہ مسلم ممالک میں ہو یا غیر مسلم ممالک میں، کیونکہ کتابیہ عورت سے نکاح کے جائز ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ ذمیہ ہو یعنی دارالاسلام میں مطیع الاسلام ہو کر رہتی اور جزیہ دیتی ہو، (لیکن کراہت سے خالی یہ بھی نہیں) جبکہ موجودہ دور میں تمام غیر مسلم حربی ہیں، اور حربیہ کتابیہ سے نکاح مطلقا ناجائز وگناہ ہے۔

نکاح صرف وقت گزاری کا نام نہیں بلکہ یہ زندگی بھر کا ایک مضبوط بندھن ہے، جس سے شریعت مطہرہ کی کئی مصلحتیں اور حکمتیں وابستہ ہیں جبکہ کتابیہ عورت سے نکاح میں کئی خرابیوں کا اندیشہ ہے، لہٰذا انسان کے دین و ایمان کی حفاظت اور آخرت کی بچت اسی میں ہے کہ ایسے نکاح سے دور رہے۔

یہودی عیسائی کتابیہ عورت سے نکاح کے نقصانات :

(1) نکاح، بیوی سے محبت ہونے کا بہت قوی ذریعہ ہے، لہٰذا مذکورہ نکاح مرد کے ایمان کے لئے خطرہ بن سکتا ہے کہ عین ممکن ہے وہ کتابیہ عورت کی محبت میں گرفتار ہو کر دین اسلام سے منحرف ہو جائے اور یہودیت یا عیسائیت قبول کر لے، جیسا کہ تاریخ میں اس طرح کے کئی واقعات موجود ہیں۔

(2) ایسی بیوی سے پیدا ہونے والی اولاد کے دین کے حوالے سے یہ اندیشہ رہے گا کہ کہیں وہ اسلام سے منحرف نہ ہو جائے، کفریہ عقائد اور عادات و اطوار کو نہ اپنا لے، کیونکہ ماں کی گود بچے کی پہلی تربیت گاہ ہوتی ہے، نیز باپ فکر معاش کی وجہ سے ایک معتد بہ وقت گھر میں نہیں دے پاتا، اور بچہ اکثر وقت ماں کے ساتھ زیادہ گزارتا ہے، جس کے سبب بچہ ماں سے دین، عادات و اطوار سیکھتا ہے، یوں بچے کے ماں کے دین کے مطابق پروان چڑھنے کے قوی امکانات موجود ہیں۔

ان ہی وجوہات کے پیش نظر کتابیہ سے نکاح کو مطلقا ناپسندیدہ قرار دیا گیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب بعض حضرات صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کے بارے میں معلوم ہوا کہ انہوں نے کتابیہ عورتوں سے نکاح کر لیا ہے تو آپ نے جلال کا اظہار فرمایا۔ اسی طرح حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کے حوالے سے مروی ہے کہ آپ کتابیہ عورت سے نکاح کو مکروہ جانتے تھے۔

کتابیہ عورت سے نکاح کے متعلق ارشاد خداوندی ہے: ”وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَاۤ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ وَ لَا مُتَّخِذِیْۤ اَخْدَانٍ“ ترجمہ کنز العرفان: اور جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ان کی پاکدامن عورتیں (تمہارے لئے حلال کر دی گئیں) جبکہ تم ان سے نکاح کرتے ہوئے انہیں ان کے مہر دو، نہ زنا کرتے ہوئے اور نہ انہیں پوشیدہ آشنا بناتے ہوئے۔ (سورہ مائدہ، آیت: 05)

مذکورہ آیت کے تحت تفسیر مظہری میں ہے: ”لكنه يكره نكاح الكتابية مطلقا اجماعا لاستلزام النكاح مصاحبة الكافرة وموالاتها وتعريض الولد على التخلق بأخلاق الكفار لاجل مصاحبة الام وموانستها قال ابن همام

نکح حذیفة وطلحة و کعب بن مالك کتابیات فغضب عمر رضی اللہ عنہ وھذہ القصة تدل علی جواز النکاح و علی کراھتہ"لیکن کتابیہ سے نکاح بالاجماع مطلقا مکروہ ہے کیونکہ اس نکاح کی وجہ سے کافرہ عورت کے ساتھ رہنا ہوگا اوراس سے محبت پیدا ہوگی، نیز اس کے ساتھ رہنے اوراس کی محبت کی وجہ سے آنے والی اولاد کو کفار کے اخلاق و عادات کے مطابق ڈھالنا لازم آئے گا، ابن ہمام علیہ الرحمہ نے فرمایا حضرت حذیفہ، طلحہ اور کعب بن مالک رضی اللہ تعالی عنہم نے کتابیہ عورتوں سے نکاح کیا، تو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے غصے کا اظہار فرمایا، یہ قصہ نکاح کے فی نفسہ جائز ہونے لیکن ساتھ اس کے مکروہ ہونے پر بھی دلالت کرتا ہے۔ (تفسیر مظہری ملتقطاً، ج03، ص41، مطبوعہ پاکستان)

تفسیر نعیمی میں ہے: "وہ مسلمان جو اپنے ایمان اور احتیاطوں پر قابو نہ رکھتا ہو وہ ہرگز ہرگز کتابیہ سے نکاح نہ کرے، اس نکاح میں چار باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ اولا اپنا ایمان بچا سکے اس کی صحبت سے خود عیسائی نہ بن جاوے۔ دوسرے یہ کہ اپنے بچوں گھر والوں کو بھی کفر سے بچا سکے ایمان پر قائم رکھ سکے۔۔۔ الخ" (تفسیر نعیمی، ج05، ص219، نعیمی کتب خانہ گجرات)

تفسیر صراط الجنان میں ہے: "اہلِ کتاب سے نکاح کے چند اہم مسائل: (1) اہلِ کتاب کی عورتوں سے نکاح حلال ہے لیکن اس میں بھی یہ شرط ہے کہ وہ واقعی اہلِ کتاب ہوں، دہریہ نہ ہوں جیسے آج کل بہت سے ایسے بھی ہیں۔ (2) یہ اجازت بھی دارُالاسلام میں رہنے والی ذِمّیہ اہلِ کتاب عورت کے ساتھ ہے۔ موجودہ زمانے میں جو اہلِ کتاب ہیں یہ حربی ہیں اور حربیہ اہلِ کتاب کے ساتھ نکاح کرنا مکروہ تحریمی ہے۔" (صراط الجنان، ج02، ص433، مکتبۃ المدینۃ کراچی)

مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت نافع، حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہم کے حوالے سے روایت کرتے ہیں:

"أنه كان يكره نكاح نساء أهل الكتاب" آپ کتابیہ عورت سے نکاح کو مکروہ جانتے تھے۔ (المصنف لابن ابی شیبہ، ج 09، ص86، رقم: 16419، دار القبلۃ)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: HAB-0404

تاریخ اجراء: 13صفر المظفر 1446ھ/19اگست 2024ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)
www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net